دیکھ کر رنگِ چمن، ہو نہ پریشان مالی

(مولانا) قاری محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ، پاکستان)

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

نثر اور نظم دونوں انسان کے خیالات و جذبات کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ عام طور پر سنجیدہ اور علمی مضامین کے لیے نثر اور لطیف اور اچھوتے تخیلات کے لیے نظم کو ذریعہ اظہار بنایا جاتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ شعراء حضرات بعض اوقات ایک شعر بلکہ ایک مصرع میں تاریخ کا پورا دفتر اور زندگی کا خلاصہ سمودیتے ہیں۔ دنیا سے بے رغبتی اور زہد و استغناء کے طویل مضمون کو حضرت خواجہ عزیزالحسن مجذوبؒ نے صرف ایک شعر:

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

میں سمیٹ دیا ہے۔ دنیا کی اسی بے ثباتی کو نظیر اکبر آبادی نے محض ایک مصرع میں بیان کر دیا ہے:

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

اسی طرح علامہ اقبال مرحوم نے اپنے کئی اشعار میں پوری تاریخ کا خلاصہ بیان کر کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ "جوابِ شکوہ" میں اُن کا یہ مشہور شعر:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

بھی اسی نوع کا ہے، جس میں انھوں نے گردش زمانہ کے حوادث سے گھبرا کر ناامید ہونے کی بجائے ایسے واقعات و حادثات میں پوشیدہ نئے امکانات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ہر ناکامی کے بعد دوبارہ کامیابی کا دور آنا یقینی ہے۔ یہ ضابطہ افراد کے لیے بھی ہے اور اقوام کے لیے بھی، بشرطیکہ قوم یا فرد نئی جدوجہد کے لیے تیار ہو اور اس کی ضروری شرطوں کو پورا کرے۔ اس شعر میں علامہ مرحوم نے یہی پیغام دیا ہے کہ اگر آدمی اپنی ہمت نہ کھوئے اور جدوجہد ترک نہ کرے تو مایوس کن حالات میں بھی اُمید کی کرنیں چمک سکتی ہیں۔ اس شعر میں انھوں نے جس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں تاتاری قبائل نے اسلامی سلطنت پر حملہ کیا اور عراق، ایران اور ترکستان میں مسلم تہذیب و سلطنت کو تہ و بالا کر دیا۔ ان علاقوں میں بظاہر مسلمانوں کے ابھرنے اور غالب آنے کے امکانات معدوم ہوگئے۔ مسلمان میدانِ جنگ میں عبرتناک شکست کھا چکے تھے مگر دعوت کا میدان موجود تھا جس میں اسلام پھر سے غالب آسکتا تھا۔ چنانچہ ایک دعوتی واقعہ صنم خانوں سے کعبہ کے لیے پاسبان ملنے کا ذریعہ بن گیا، لکھا ہے کہ شیخ جمال الدین ایرانیؒ کہیں جارہے تھے، اتفاق سے انہی دنوں ایک تاتاری شہزادہ تغلق تیمور شکار کے لیے نکلا ہوا تھا۔ یہ شہزادہ تاتاریوں کی چغتائی شاخ کا ولی عہد تھا جو ایران پر حکومت کر رہی تھی۔ شیخ جمال الدین ایرانیؒ چلتے ہوئے اس علاقہ میں پہنچ گئے جہاں شہزادہ شکار کھیل رہا تھا۔ تاتاری اس زمانہ میں ایرانیوں کو منحوس سمجھتے تھے۔ شہزادہ کے سپاہیوں نے شکار گاہ میں ایک ایرانی کی موجودگی کو بری فال سمجھا اور ان کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد وہ شیخؒ کو شہزادہ کے پاس لے گئے۔ شہزادہ ان کو دیکھ کر سخت برہم ہوا۔ غصے کی حالت میں اس نے اپنے کتے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ:...... "تم اچھے ہو یا میرا یہ کتا؟" شیخؒ نے یہ نفرت انگیز سوال سن کر نہایت متانت سے کہا کہ:...... "اگر میرا خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو میں کتے سے بہتر ہوں ورنہ یقیناً یہ کتا مجھ سے بہتر ہے۔"

تاتاری اگرچہ وحشی تھے مگر ان میں فطری مردانگی کا جوہر موجود تھا وہ منافقت سے خالی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخؒ کا یہ جواب تغلق تیمور کے لیے سخت جھنجھوڑنے والا ثابت ہوا۔ اس نے حکم دیا کہ جب میں شکار سے فارغ ہو جاؤں تو اس ایرانی کو میری خدمت میں حاضر کرو۔ شیخ جمال الدینؒ جب حاضر کیے گئے تو شہزادہ انہیں تنہائی میں لے گیا اور پوچھا کہ ایمان کیا ہے جس کے نہ ہونے سے انسان کتے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے؟ شیخ جمال الدینؒ نے خوش اسلوبی سے اس کے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کیں۔ اس گفتگو نے تاتاری شہزادے کا دل ہلا دیا۔ بے دینی کی حالت میں مرنا اسے بڑا خطرناک معلوم ہونے لگا۔ وہ اس پر آمادہ ہو گیا کہ اسلام قبول کرلے تاہم ابھی وہ ولی عہد تھا، بادشاہ نہ تھا، اس نے کہا کہ اس وقت اگر میں اسلام قبول کرتا ہوں تو اپنی رعایا کو اسلام پر نہیں لا سکتا۔ اس نے شیخ جمال الدینؒ سے کہا:...... ''اچھا اس وقت تم جاؤ، جب تم سنو کہ میری تاج پوشی ہوئی ہے اور میں تخت پر بیٹھ گیا ہوں تو اس وقت تم میرے پاس آنا۔''

شیخ جمال الدینؒ اپنے گھر واپس آگئے اور اس وقت کا انتظار کرنے لگے جب کہ تغلق تیمور کی تخت نشینی کی خبر انہیں معلوم ہو مگر یہ وقت ان کی زندگی میں نہیں آیا۔ یہاں تک کہ وہ مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ اس وقت انھوں نے اپنے لڑکے رشید الدین کو بلایا اور تاتاری شہزادے کا قصہ بتا کر کہا کہ دیکھو میں ایک مبارک گھڑی کا انتظار کر رہا تھا مگر اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا آنا میری زندگی میں مقدر نہیں، اس لیے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب تم سنو کہ تغلق تیمور کی تاج پوشی ہو گئی ہے تو تم وہاں جانا اور اس کو میرا اسلام کہنا اور بے خوفی کے ساتھ اس کو شکار کا واقعہ یاد دلانا جو میرے ساتھ پیش آیا تھا۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کا سینہ حق کے لیے کھول دے۔

اس کے بعد شیخ جمال الدینؒ کا انتقال ہو گیا۔ باپ کی وصیت کے مطابق ان کے لڑکے شیخ رشید الدینؒ تاتاری شہزادہ کی تخت نشینی کا انتظار کرنے لگے، جلد ہی ان کو خبر ملی کہ تغلق تیمور تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ اب وہ اپنے وطن سے روانہ ہوئے، منزل پر پہنچے تو دربانوں نے خیمہ کے اندر جانے سے روک دیا کیونکہ ان کے پاس دربانوں کو بتانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی کہ وہ کیوں بادشاہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے یہ کیا کہ خیمہ کے قریب ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈال دیا اور وہیں ٹھہر گئے۔

ایک روز وہ فجر کے لیے اٹھے، اول وقت تھا اور فضا میں ابھی سناٹا چھایا ہوا تھا۔ انھوں نے بلند آواز سے اذان دینا شروع کی۔ یہ آواز خیمہ کے اس حصہ تک پہنچ گئی جہاں شاہ تغلق تیمور سو رہا تھا۔ بادشاہ کو ایسے وقت میں یہ آواز بے معنی شور معلوم ہوئی۔ اس نے اپنے ملازموں سے کہا دیکھو یہ کون پاگل ہے جو اس وقت ہمارے خیمے کے پاس شور کر رہا ہے، اس کو پکڑ کر ہمارے پاس حاضر کرو۔ چنانچہ شیخ رشید الدینؒ فوراً بادشاہ کی خدمت میں حاضر کر دیئے گئے۔ اب بادشاہ نے ان سے سوال جواب شروع کیے کہ تم کون ہو اور کیوں ہمارے خیمے کے پاس شور کر رہے ہو؟ شیخ رشید الدینؒ نے اپنے والد شیخ جمال الدینؒ کی پوری کہانی سنائی اور کہا کہ آپ کے سوال کے جواب میں جب میرے والد نے کہا تھا کہ اگر ہم کو سچا دین نہ ملا ہوتا تو یقیناً ہم کتے سے بھی زیادہ بدتر ہوتے تو آپ نے کہا تھا کہ اس وقت میں کچھ نہیں کہتا مگر جب میری تخت نشینی ہو جائے تو تم میرے پاس آنا۔ مگر اس کے انتظار میں میرے والد کا آخری وقت آگیا۔ اب ان کی وصیت کے مطابق آپ کے پاس وہ بات یاد دلانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

بادشاہ نے پورے قصے کو غور کے ساتھ سنا۔ آخر میں بولا کہ ''مجھے اپنا وعدہ یاد ہے، میں تمھارے انتظار میں تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنے وزیر کو بلایا اور کہا کہ ایک راز میرے سینے میں تھا جس کو آج اس ایرانی فقیر نے یاد دلایا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اسلام قبول کرلوں۔ تمھاری کیا رائے ہے؟'' وزیر نے کہا کہ میں بھی یہی راز اپنے سینے میں لیے ہوئے ہوں۔ میں سمجھ چکا ہوں کہ سچا دین یہی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ اور وزیر دونوں شیخ رشید الدینؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد بقیہ درباریوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ بادشاہ کے قبول اسلام کے بعد پہلے ہی دن ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا اور بالآخر ایران کی پوری تاتاری قوم نے بھی۔

اس عظیم تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے یہ لافانی شعر کہا تھا:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے